# فضائل ومناقب امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہؓ

تحریر وترتیب: حافظ عتیق الرحمان گورچانی (پی ایچ ڈی اسکالر اسلامیات)
مدیر جامعہ اصحاب صفہ ڈیرہ غازی خان و منتظم وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان
رابطہ نمبر:03135265617

حضور نبی رحمت عالمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ "ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابی" اللہ تعالیٰ نے مجھے انسانیت میں سے منتخب فرما کر عالی مقام و مرتبت عطا فرمایا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میرے صحابہ کو منتخب کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین وہ جماعت ہیں جن سے رضامندی کا اعلان خالق ارض و سما نے قرآن میں بلا تفریق و امتیاز فرمایا ہے کہ مہاجرین وانصار، ایمان میں سبقت کرنے والے اور بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے " وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ-رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ "(سورۃ التوبہ 100) فتح مکہ سے قبل انفاق وجہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کا مرتبہ بعد از فتح اسلام قبول کرنے والے سے عالی وبرتر ضرور ہے مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر دو گروہ والوں کے ساتھ اچھائی و بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے "وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ-لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ-اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا-وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى-"(سورۃ الحدید 10)۔ اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ جماعت صحابہ کرام میں ایک جلیل القدر صحابی رسول خال المسلمین، کاتب وحی، فاتح عرب و عجم، حلم و وفا کے پیکر خاتم النبیینؐ کے برادر نسبتی حضرت سیدنا امیر معاویہ بن صخر ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ ایک ایسے مظلوم صحابی رسولؐ ہیں جو دوہرے داماد رسولؐ حضرت سیدنا عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت اور سبائی فتنہ کی سازشوں کی بہتات کے نتیجہ میں مشاجرات صحابہ کرم رضوان اللہ عنہم اجمعین کی دھول میں ان کی تمام تر خدمات جلیلہ پوشیدہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ جب کہ اہل اسلام کی صفت تو رب تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے "وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ "اور وہ لوگ جو بعد میں ایمان لائے کہتے ہیں اے ہمارے رب بخش دے ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے سبقت لے کر پہلے ایمان لے آئے اور نہ بنا ہماری دلوں میں کوئی کجی ان اہل ایمان سے متعلق اے ہمارے رب آپ بہت شفیق و مہربان ہیں۔ (سورۃ الحشر 10) اس آیت کریمہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنے سے پہلے ایمان لانے والے سبھی اہل ایمان

کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور ان سے کسی بھی طرح کی بدگمانی نہ کریں یہاں تک کہ رحمت عالمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو اَن احدکم انفق مثل اُحد ذھباًما اُدرک مد اُحدھم ولانصفیہ" میرے صحابہ کو برا مت کہو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی نے احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ (صدقہ) کیا تو ان کے ایک ہاتھ بلکہ نصف ہاتھ کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتے (صحیح بخاری)۔ اسی بنا پر ہم اس کتابچہ میں امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہؓ کے فضائل و منقبت کا قرآن و سنت اور برصغیر کے عظیم عالم ربانی و داعی کبیر علامہ سید ابوالحسن علی ندویؒ کی جانب سے اس عظیم و جلیل القدر صحابی کے ذکر خیر کو درج کریں گے۔

ولادت وحلیہ: حضرت امیر معاویہ حضرت ابوسفیان و حضرت ہند بنت عتبہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ہاں مقام وادی منیٰ مقام خیف پر بعثت نبوی سے قریبا 5 برس قبل پیدا ہوئے، آپؓ کا رنگ سفید و گورا، طویل القامت، چہرہ وجیہ و بارعب اور داڑھی پر زرد خضاب کا استعمال کیا کرتے تھے۔

قرابت رسولؐ: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کا سلسلہ نسب والد و والدہ دونوں کی طرف سے نبی رحمتؐ کے ساتھ پانچویں پشت عبد مناف پر مل جاتا ہے۔ آپؓ قریش و بنوامیہ کے ہونہار و باصلاحیت علم و معرفت فکر و تدبر اور بصیرت سے بہرور تھے۔ آپؓ کے والد زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ کے سردار تھے۔ آپؓ کے والد حضرت صخر جن کی کنیت ابوسفیانؓ سے مشہور ہیں، والدہ حضرت ہندؓ، آپؓ کے بھائی حضرت یزیدؓ اور آپؓ کی بہن حضرت رملہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ سبھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؓ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ زوجہ رسولؐ بنیں حضرت نجاشیؒ نے آپؓ کا نکاح آپؐ کے ساتھ بذریعہ وکیل کے پڑھا۔ اس بنا پر آپؓ خال المسلمین اور رحمت عالمؐ کے برادر نسبتی بنے۔

قبول اسلام وخدمت رسولؐ: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ بعثت رسولؐ سے تقریباً پانچ برس قبل پیدا ہوئے اور مشرکین کی جانب سے اہل اسلام کو قدم بقدم اذیت و تکالیف پہنچانے کی سعی و کوشش کی جاتی رہی مگر قبول اسلام سے پیشتر حضرت معاویہؓ کی جانب سے کسی قسم کی قولی و عملی پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیؐ اور اہل اسلام کی ایذا رسانی کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ رحمت عالمؐ کے عمرہ قضا کی ادائیگی کے موقع پر سن 6 ہجری میں دل ہی دل میں اسلام قبول کر لیا، تاہم اپنے مسلمان ہونے کا اعلان فتح مکہ کے موقع پر فرمایا۔ شرف صحابیت اور ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہؓ کے بھائی ہونے کی وجہ سے ہادی عالمؐ کے ساتھ خصوصی قربت سے مستفید ہوئے کہ آنحضرتؐ کی صحبت و معیت میں غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ خیبر اور لچامہ میں شرکت کی۔

کتابت وحی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ جو وحی آپؐ کے پاس پہنچتی تو آقائے دوعالمؐ کاتبین وحی کو طلب فرماکر انہیں املا کروادیتے تھے، کاتبین وحی کا مقام و مرتبہ عالی ہے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن میں فرمایا ہے "فی صحف مکرمہ، مرفوعۃ مطہرۃ، بایدی سفرۃ، کرام بررۃ" وہ ایسے صحیفوں میں درج ہے جو بہت مقدس ہیں، اونچے مرتبے والے، پاکیزہ ہیں، ان لکھنے والوں کے ہاتھ میں رہتے ہیں، جو خود بڑی عزت والے نیک ہیں۔(سورۃ عبس، 13 تا16) کاتبین وحی کا انتخاب آنحضرتؐ مشورہ حضرت جبرائیلؑ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل امینؑ سے آنحضرتؐ نے حضرت امیر معاویہؓ کی بابت استفسار کیا تو حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ قوی و امین ہیں ان سے وحی کی کتابت کرائیں(البدایہ والنہایہ، ص:121،120/ 8)۔ سیدنا امیر معاویہؓ چھٹے کاتب وحی تھے، نبی رحمتؐ کے سفارتی و دعوتی خطوط کی بھی کتابت فرمائی۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر6409)

خدمت رسولؐ میں ہمہ وقت پیش پیش رہتے کہ آپؐ کو وضو کرانا، آپؐ کے بال مبارک ترشوانا، آپؐ کے ناخن مبارک تراشنا شامل ہے۔ ایک موقع پر آپؐ وضو سے فراغت کے بعد وضو سے بچا ہوا پانی ہاتھ میں لیکر اس کے قطرات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر چھینک کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آپ کو حکومت عنایت کریں تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف کرنا۔(مسند امام احمدؒ، حدیث نمبر16933) آپؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے اس فرمان کے بعد میں حکومت منتظر رہا کہ کب حکومت وولایت کی چادر پہننے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

خطابات و دعائے نبوتؐ: حضور سرور دوعالمؐ نے سیدنا امیر معاویہؓ کو متعدد دعاؤں اور خطابات سے نوازا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہم اجعلہ ھادیا مہدیا واھدی بہ "اللہ تعالیٰ معاویہ کو ہادی و مہدی اور ذریعہ ہدایت بنادے(سنن ترمذی، حدیث نمبر3842)، اور آپؐ نے فرمایا" اللہم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب "اللہ معاویہ کو کتاب وحساب کا علم عطا کر اور اس کو آگ کے عذاب سے بچا(مسند امام احمدؒ، حدیث نمبر17152)۔ حضرت امیر معاویہؓ نبی مکرمؐ کو وضو کروا رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا" ان ولیت امرا فاتق اللہ واعدل "اے معاویہ اگر تمہیں خلافت ملے تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا(مسند امام احمدؒ، حدیث نمبر16933) حضور سرور دوعالمؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "احلم من امتی معاویہ "میری امت کا سب سے بردبار معاویہ ہے۔(تاریخ کبیر، حدیث نمبر2624) آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ معاویہ کو کوئی شکست نہیں دے سکے گا۔ نبی رحمتؐ نے فرمایا کہ رات و دن کا استمرار اس وقت تک جاری رہے گا کہ معاویہ منصب حکومت پر متمکن ہوجائے۔(البدایہ والنہایہ، ص:131/ 8)

جنتی ہونے کی بشارت: حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ام حرامؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک روز کچھ دیر آرام فرمایا اور بیدار ہو کر فرمایا کہ "أول جیش یغزو البحر فقد اوجبوا" پہلا لشکر اسلام جو سمندر میں داخل ہو کر سمندر پار علاقوں میں عالم اسلام کو سربلند کرے گا ان پر واجب ہے یعنی جنت (صحیح بخاری، 2924)۔ یہ لشکر عہد خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں تیار و روانہ ہوا اس کی تیاری و سرکردگی کا شرف حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کو حاصل ہوا۔

تولیت و امارت: خلیفہ رسولؐ جانشین پیمبر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام میں ولایت کا منصب تفویض کیا شام ہی میں مدد و نصرت لشکر اسلام کیلئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے ایک لشکر کو سیدنا امیر معاویہؓ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ خلیفہ دوم امام عادل حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے ان کو اس منصب پر برقرار رکھا یہاں تک کہ حضرت یزید طاعون کی وبا کی وجہ سے شہید ہو گئے تو حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت یزید کے بھائی حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کو جو قیساریہ کی فتح پر مامور تھے انہیں پورے شام کی امارت کا گورنر مقرر فرما دیا۔ خلیفہ سوم جامع القرآن پیکر حیا و عفت حضرت عثمان غنیؓ نے آپؓ کو شام کی گورنری پر برقرار رکھا۔

بشارت رسولؐ کی تکمیل: حضرت علی المرتضیٰؓ خارجی ابن ملجم کے وار سے زخمی ہو کر جانبر نہ ہو سکے تو سن 39 ہجری میں دار بقا کی طرف عازم سفر ہو گئے تو بلحاظ چہرہ رسول مکرم نبی معظمؐ کے مشابہ حفید رسول اور خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علی اسد اللہ الغالبؓ کے فرزند ارجمند سیدنا حسن بن علیؓ منصب خلافت پر متمکن ہوئے۔ 6 ماہ کی مدت خلافت کے دوران خارجیوں کا سدباب میں گزرانے اور اہل کوفہ کی بدعہدی و بے وفائی کو دیکھ کر آپؓ نے صحابی جلیل حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئے یوں حضرت امیر معاویہؓ والی شام سے امیر المؤمنین کے منصب جلیل پر فائز ہوئے جس کی رو سے اصدق الناس خاتم النبیینؐ کی دو بشارتیں ایک ساتھ پوری ہوئیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ "ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ أن یصلح اللہ بین فئتین عظمتین من المسلمین" میرا بیٹا حسن بن علیؓ سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح متحقق فرمائے گا (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2704)۔ دوسری یہ بشارت کہ اے معاویہ جب تم منصب ولایت پر متمکن ہو تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔

خوف و رجاء: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ بہت سی صفات حسنہ سے متصف تھے کہ آپؓ زہد و تقوی، ورع و رجاء، پرہیز گار، متبع سنت و خدمت خلق اور بردباری، علم و فضل، فقہ و اجتہاد سے بہرور ہونے کے باوجود آپؓ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو خط لکھ کر عرض کیا کہ مجھے نصائح لکھ کر بھیج دیا کریں۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 2422) آپؓ کو اپنی صفت حلم کی وجہ سے بدزبانی و درشت روی کرنے والے شخص پر نکیر و گرفت نہ فرمائی۔

مشاجرت صحابہؓ: شہادت مظلوم مدینہ حضرت عثمانؓ کے بعد فتنہ ظاہر ہوا کہ بلوائیوں نے تلاوت قرآن کے دوران حضرت عثمانؓ کو بحالت روزہ میں شہید کرنے کے بعد حضرت علیؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ بیعت لے لیں۔ خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کے دست حق پرست پر اہل مدینہ نے بیعت کرلی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے مقر خلافت مدینہ سے کوفہ منتقل فرمایا۔ کوفہ وہ سرزمین ہے جہاں پر فتنہ پرور کثرت سے آباد تھے۔ صحابہ کرام بلوائیوں اور قاتلان عثمان غنیؓ کی گوشمالی و سزا کیلئے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا جس میں حضرت طلحہ و حضرت زبیر اور ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے پیش قدمی کرکے قرب کوفہ پہنچے تو حضرات صحابہ کرام وام المؤمنین اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے مابین قاتلوں کی گرفتاری و سزا پر اتفاق ہوگیا مگر فتنہ پروروں نے رات کی تاریکی میں ہر دوجوانب کے خیموں پر حملہ کرکے یہ باور کرادیا کہ دوسرے فریق نے بدعہدی کی ہے اس غلط فہمی میں جنگ جمل واقع ہوئی اور حضرت علیؓ کا لشکر غالب رہاتاہم آپؓ نے تمام لشکر والوں کو خبردار کیا کہ کسی طرح بھی اصحاب جمل کو نقصان نہیں پہنچانا دونوں طرف کے شہداء کے نماز جنازہ آپؓ نے پڑھائی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مدینہ باعزت روانہ فرمایا۔ بعینہٖ قصاص عثمانؓ ہی کے مسئلہ پر اہل شام و سیدنا امیر معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا، حضرت علی المرتضیٰؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ کو خط لکھا کہ آپ میری بیعت کریں کیونکہ جن لوگوں نے جن باتوں پر سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان بن عفانؓ کے دست اقدس پر بیعت کی انہوں نے ان ہی باتوں پر میرے ہاتھ پر بیعت کرلی اور کسی کو بھی بیعت سے انکار کرنے کی اجازت نہیں اور فرمایا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو میں خون عثمان سے مکمل طورپر بری ہوں۔(نہج البلاغۃ ص366؛ بحارالانوار ص33/76) پس و پیش کے بعد شیعان علی و شیعان معاویہ باہم مقابلہ میدان صفین جمع ہوئے تو اہل شام کی طرف سے صلح بذریعہ قرآن کریم کے مطالبہ پر جنگ کا میدان سرد پڑ گیا۔ یوں قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 9 اور 10 پر عمل متحقق ہوگیا۔ اسی طرح جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے مابین اختلاف واقع ہوا جس کو قرآن میں بیان کیا گیاہے لیکن کسی بھی ایک نبی اللہ کی توہین و تنقیص کی ہرگز اجازت نہیں اسی طرح اللہ کی منتخب کردہ نبی حضرت محمدؐ کی محبوب جماعت صحابہ کرامؓ کے بارے میں بھی بدگمانی واہانت کا حق حاصل نہیں۔

محبت و اتباع رسولؐ: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں رومیوں کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ ہوا، حضرت امیر معاویہؓ نے رومیوں کی سرکشی وعداوتیت سے بچنے کی خاطر مدت معاہدہ ختم ہونے سے قبل ہی اقدامی قدم اٹھانے کی منصوبہ بندی تیار کرتے ہوئے اپنی فوج سرحد پر جمع کرلی، معاہدہ ختم ہوتے ہیں آپؓ نے حملہ کا حکم دیا اہل روم کو ہزیمت سے دوچار کرتے رومی علاقوں کو فتح کرتے ہوئے پیش قدمی جاری تھی کہ ایک صحابی رسولؐ حضرت عمرو بن عبسہؓ کی ندا پر

قدم روک دیئے، صحابی جلیل حضرت عمرو بن عبسہؓ نے فرمایا کہ آپؓ مفتوح علاقہ کو چھوڑ دیجیے کہ آپ اور اہل روم کے مابین معاہدہ تھا اور آپ نے معاہدہ ختم ہونے سے قبل حملہ کی منصوبہ بندی کی اور بغیر اعلان حملہ آور ہوگئے جبکہ رحمت عالمؐ نے معاہدہ کرنے والوں سے بدعہدی اور خدع سے منع فرمایا ہے تو حضرت سیدنا امیر معاویہؓ محبت و اتباع رسولؐ سے سرشار ہو کر اپنی فوج کو مفتوح علاقوں سے واپس ہو جانے کا حکم دیدیا (سنن ترمذی، حدیث نمبر 1646)۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ کس مقام پر نماز ادا فرماتے تو خانہ کعبہ سے تین ہاتھ پیچھے نماز اتباع رسولؐ میں ادا کی۔ (اخبار مکہ، لارزاقی، ص:378/1) محبت رسولؐ کا مظہر یہ ہے کہ آپؓ خدمت رسولؐ میں پیش پیش رہنے کی وجہ سے تبرکات رسولؐ کو اپنے پاس محفوظ کیے ہوئے تھے اور آپؓ نے وفات سے پیشتر وصیت کردی تھی کہ مجھے آپؐ کے ازار بند، قمیص اور چادر میں کفنایا جائے اور رحمت عالمؐ کے موئے مبارک اور ناخن مبارک آنکھوں، ناک اور ہونٹوں پر رکھ کر ارحم الراحمین کے سپرد کردیجیے گا۔ (تاریخ ابن عساکر، ص:229/59)

حضرت علی المرتضیٰؓ سے محبت: قصاص عثمان کے معاملہ پر مسلمانوں میں اختلاف کی وجہ سے دشمنان اسلام بالخصوص روم کے حاکم نے فائدہ اٹھانے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ کو خط لکھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور مل کر حضرت علیؓ پر حملہ آور ہو کر ان کو شکست دیتے ہیں اس پر حضرت امیر معاویہؓ نے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر روم کے حاکم کو لعین کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اگر خلافت علیؓ کے خلاف نقل و حرکت کی جسارت بھی کی تو سب سے پہلے تیر اراستہ معاویہ بن ابی سفیان روکتے ہوئے مدافعت خلافت علیؓ میں پیش پیش ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ، 127/8)

جنگ صفین کے بعد حضرت معاویہؓ کی مجلس میں حضرت ضرار بن ضمرہؓ پہنچے تو آپؓ نے ان سے حضرت علی المرتضیٰؓ اوصاف حمیدہ سن کر آپؓ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ تم نے جو اوصاف ابوالحسنؓ کے بیان کیے وہ ایسے ہی تھے اور اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ (بحار الانوار 14/41؛ امالی الصدوق 624)

خدمت اہل بیت: حضرت امیر معاویہؓ کا معمول تھا کہ وہ حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ عنہم اجمعین کی خدمت میں ماہانہ نذر پیش کرنا لازم سمجھتے تھے اور جب کبھی نذرانہ پیش فرماتے تو ساتھ ہی معذرت فرماتے کہ میں آپؓ کے شایانِ شان عزت افزائی نہیں کر سکا ان شاء اللہ آئندہ نذرانہ پیش کرنے میں اضافہ و زیادتی کرونگا۔ (کشف المحجوب 77)۔

مناقب سیدنا معاویہ بزبان صحابہ کرامؓ: خلیفہ دوم امام عادل حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ لوگ قیصر و کسریٰ کی بادشاہتوں کا ذکر کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں کے بادشاہ موجود ہیں۔ عہد فاروقیؓ میں جب جائزہ احوال ولات الامر کے دوران حضرت عمر فاروقؓ نے شام کا دورہ کیا تو والی کے دربان پر

چوکیدار دیکھا، والی شام حضرت امیر معاویہؓ کی ظاہری وجاہت و ٹھاٹ کو دیکھ کر مستفسر ہوئے تو آپؓ نے حضرت امیر معاویہؓ اس بابت دریافت کیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ دشمن کو مرعوب کرنے کی خاطر یہ حلیہ و وضع اختیار کی ہوئی ہے کہ دشمن سرحد پار سے ہمیں کم تر و نادار سمجھ کر کہیں کمزور نہ سمجھ لے جبھی اپنی وضع قطع کو ممتاز کیا ہوا ہے اگر خلیفہ وقت امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ کو یہ امر پسند نہیں آیا تو حکم فرمائیں میں تعمیل کرونگا جس پر حضرت سیدنا عمرؓ نے فرمایا کہ میں آپ کو نہ حکم دیتا ہوں اس زیب و زینت کو اختیار کرنے کا نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں اپنی ولایت کے داخلی امور میں جس امر کو درست سمجھیں کر گزریں۔(البدایہ والنہایہ، ص:8/181)

حضرت سفینہؓ کی حدیث میں ارشاد نبیؐ ہے کہ میرے بعد 30 سال تک خلافت علی منہاج النبوۃ رہے گی اور بعد میں اللہ جسے چاہے کا بادشاہ بنادے گا۔اس حدیث سے حضرت امیر معاویہ کی حکومت و بادشاہت کی بشارت ملتی ہے۔(سنن ترمذی، حدیث نمبر2226)

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز میں سب سے زیادہ مشابہت رسولؐ کا پیکر حضرت امیر معاویہؓ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔(سیر اعلام النبلاء:3/135)

فضائل سیدنا معاویہ بزبان اہل بیت رسولؐ: حضرت علی المرتضیٰؓ جنگ صفین میں اختلاف سے متعلق فرمایا کہ ہمارا اور اہل شام کا رب، نبی اور دعوت ایک ہی ہے، تصدیق رسولؐ میں نہ وہ ہم سے فائق ہیں نہ ہم ان سے برتر ہیں، ہم تمام امور میں متفق ہیں اختلاف صرف قصاص عثمانؓ پر ہے۔ہم خون عثمان سے بری ہیں(نہج البلاغۃ، 448)۔اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے حضرت حجر بن عدی، حضرت عمرو بن الحق کو اہل شام پر بدگوئی سے منع فرمایا۔(مستدرک الوسائل 12/306)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریمؓ نے اہل عراق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو اگر وہ نہ رہے تو سر کندھوں پر نہیں رہیں گے مطلب یہ کہ دشمن تم پر غالب آجائے گا۔مصنف ابن ابی شیبہ۔ص18

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے غلام نے حضرت امیر معاویہؓ کے معمول بعد از نماز عشاء ایک وتر پڑھنے کا ذکر کیا تو آپؓ نے فرمایا چھوڑ دیں وہ صحابی رسولؐ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو چھوڑ دیں وہ فقیہ ہیں۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3765)

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد حضرت امام محمد باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم نے اہل شام سے جنگ اس لیے نہیں کی کہ وہ ہماری تکفیر کرتے ہیں یا ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں۔البتہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہم خود کو حق پر سمجھتے ہیں اور اہل شام اپنے آپ کو درست سمجھتے ہیں۔(بحار الانوار 324/32)

مناقب معاویہ بزبان علماء امت: حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے جب دریافت کیا گیا صحابہ کرام کے مابین اختلاف سے متعلق تو آپؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تلوار کو ان سے دور رکھا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو ان سے متعلق کیوں آلودہ کریں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے کبھی کسی شخص کو سزا نہیں دی ماسوائے گستاخ سیدنا امیر معاویہؓ کے مرتکب ہونے والے کو آپؒ نے سزا دلوائی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ سے حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ میں سے کس کو فضیلت والا ہے کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہؓ صحبت و معیت رسولؐ میں جس جنگ میں شریک رہے ان کے گھوڑے کے نتھنوں میں رہ جانے والی خاک بھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔(البدایہ والنہایہ، 139/8)

حضرت علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ بہترین بادشاہ امت محمدیہؐ کے حضرت معاویہؓ ہیں اور ان کی حکومت باعث رحمت تھی۔

حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس حال میں وفات پا جائے کہ وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور عشرہ مبشرہ بالجنۃ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے محبت کرتا ہو اور حضرت معاویہؓ سے رحم دلی رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں سختی نہیں فرمائیں گے۔

علامہ ابن خلدونؒ نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کو خلافت راشدہ میں شمار کیا جانا چاہیے کہ ان کی حکومت خلفاء الراشدین کی مثل فضل و عدل اور صحبت سے معمور تھی۔

حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے حضرت امیر معاویہؓ پر زبان طعن دراز کرنے والے کو جہنمی کلب قرار دیا۔(فتاویٰ رضویہ، ص:29/264)

بدگوئی سے توبہ: حضرت امام سرخسیؒ نے اپنی کتاب المبسوط میں لکھا ہے کہ محمد بن فضل کماری نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ان کے منہ سے خون رس رہا ہے اور بال اس قدر لمبے نکل رہے ہیں اور وہ خود ان کو اپنے پاؤں تلے روند رہے ہیں تو انہوں نے معبر سے تعبیر پوچھی تو ان کو بتایا گیا کہ آپ کسی صحابی رسول خداؐ کی اہانت کے مرتکب ہیں جس کا یہ وبال ہے تو حضرت محمد بن فضل کماری نے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی اہانت و بدگوئی سے توبہ کرلی۔ (المبسوط، جز24، ص:12/57)

وصال دنیوی: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ 20 سال گورنر شام اور 20 سال امیر المؤمنین رہنے کے بعد سن 60 ہجری 22 رجب المرجب کو دنیا سے 78 برس کی عمر میں پردہ فرمایا۔ آپؓ کا نماز جنازہ حضرت سیدنا ضحاک بن قیسؓ نے پڑھایا اور آپؓ

کی تدفین دمشق کے باب الصغیر پر کی گئی۔ آپؓ کا عہد ولایت و عہد امارت مثالی و روشن رہا کہ 65لاکھ 64 ہزار مربع میل ،عرب و افریقہ اور عجم تین براعظموں پر حکومت کے دوران کسی بھی ایک مقام پر داخلی و خارجی انتشار و فساد کو پنپنے نہ دیا۔ آپؓ کے متعلق مؤرخین نے لکھاہے کہ نرمی و سختی ،بردباری و گرفت ہر دو کیفیتوں کے استعمال پر قادر تھے تاہم بردباری و حلم ان پر غالب رہتا یہی وجہ ہے کہ تمام رعایا خلافت اسلامیہ امن وسکون کی دولت سے متمتع ہو کر مذہبی و سیاسی و سماجی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہی۔ دعاہے رب تعالیٰ ہم اہل اسلام کو قرآن و سنت کی تعلیمات اور اتباع و محبت صحابہ واہل بیت رضوان اللہ عنہم اجمعین سے سرفراز فرمائے۔ آمین